



## سوال

(144) بیع سلم کا جواز

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے ملک میں بیع سلم کا رواج اس طرح ہے کہ: ایک شخص ماہ اسٹھ یا ساون میں غریب ضرورت مند کو پہلے روپے دیتا ہے اس شرط پر کہ 25 یا 27 یا 32 سیر فی مکئی کا غلہ بچادوں ماں منگر میں لے گا اور یہاں عام طور پر ماہ منگر میں عرصہ سے فی روپیہ 16 سیر غلہ مکئی کا بھاؤ ہوتا ہے اور جھٹھ میں اس کا بھاؤ چار پانچ روپے من ہوتا ہے۔ اس سال اس علاقہ پونچھ میں مکئی کا بھاؤ ماہ منگر میں ہی پانچ روپے من ہے بیع سلم کرنے والوں نے غریب ضرورت مندوں سے فی روپیہ 25 سیر مکئی وصول کیا ہے جس سے غریب جینے والے ناراض ہیں کہ بیع سلم خوب ہوئی کہ ایک روپیہ کے تین روپے جینے پڑے رہے ہیں۔ اگر سودی سو روپے ہوتے تو زیادہ سے زیادہ ایک روپیہ کے بجائے سو روپیہ دینا پڑتا۔ بیع سلم نام رکھ کر تین گنا وصول کیا جاتا ہے کیا ایسی بیع سلم جائز ہے؟ نیز بیع سلم کون سے شرائط؟ اور بیع سلم کس حد تک جائز ہے؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بیع سلم میں ان امور کی پابندی اور رعایت ضروری ہے:

(1) مسلم فیہ (بیع) کی تعیین اور توصیف۔ یعنی: اوصاف کا ضبط و تعیین جن کے اختلاف سے ثمن پراثر پڑے۔

(2) مسلم فیہ کی مقدار کی تعیین وزن کے اعتبار سے (اگر موزوں ہے) یا پیمانہ کے اعتبار سے (اگر وہ گیلی ہے) یا گنتی و شمار سے (اگر وہ عددی ہے)

(3) بیع کی حوالگی کے وقت یعنی: مہینے اور تاریخ کی تعیین۔

(4) مجلس بیع میں ثمن (راس المال) کا مسلم الیہ (بائع) کے حوالہ کر دینا۔

(5) حوالگی کے مقرر مہینے اور تاریخ میں بیع عام طور پر ملتا ہو۔

(6) حوالگی کی جگہ اور مقام کی تعیین اگر بیع کا حمل و نقل محتاج اخراجات ہو ایسی حدیث یا اثر یا فقہی قول میری نظر سے نہیں گزرا جس سے یہ معلوم ہو کہ بیع کی حوالگی کے مقررہ وقت میں بازار یا قبضہ یا گاؤں کے اندر عام طور پر بیع کا جو رخ ہے اور مسلم یعنی: بائع اور رب السلم مسلم الیہ: مشتری کے درمیان جو رخ طے ہوا ہے۔ ان دونوں زرخوں میں کس قدر تفاوت ہو تو بیع سلم جائز ہوگی اور کس قدر تفاوت ہو تو ناجائز و مکروہ ہوگی۔

شریعت نے بظاہر اس امر کو مسلم الیہ (باع) کے اختیار تیزی و مصلحت میں پر چھوڑ دیا ہے کہ نفع اور نقصان دیکھ کر اور سمجھ کر کسی سے بیع مسلم کا معاملہ کرے۔ کیوں کہ کوئی شخص اس کو معاملہ پر مجبور نہیں کر سکتا۔ آں حضرت ﷺ نے بیع مسلم میں باوجود ایک گونہ غرر پائے جانے اس کو محض اس لئے جائز رکھا ہے کہ مسلم الیہ اپنی ضروریات پوری کر سکے اور رب المسلم کو سببہ ارزاں نرخ پر غلہ حاصل ہو جائے گا۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں :

أَنَّ السَّلْمَ جَائِزٌ، وَلِأَنَّ الْمُشْتَرِيَّ فِي الْبَيْعِ أَحَدَ عَوَضِي الْعَقْدِ، فَجَازَ أَنْ يَثْبُتَ فِي الذَّمَّةِ، كَالثَّمَنِ، وَلِأَنَّ النَّاسَ حَاجَةً إِلَيْهِ؛ لِأَنَّ أَرْبَابَ الرُّزُوعِ وَالْبِئَارِ وَالْبِجَارَاتِ يَخْتَلِفُونَ إِلَى الشَّفَقَةِ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَعَلَيْهَا؛ لِتَحْتَمِلُ، وَقَدْ تَوَوَّضُوا الشَّفَقَةَ، فَجُوزَ لَمْ السَّلْمَ، لِيُزَيَّرَ تَفَضُّوا، وَيُرْتَفَقَ السَّلْمُ بِالْإِسْتِزْخَاصِ (385/6)

لیکن شریعت کے عام مصالح و نظام کا لحاظ رکھتے ہوئے سوال میں درج شدہ صورت یعنی : زرخوں میں دو گونہ اور سہ گونہ تفاوت و فرق والی بیع مسلم جیسا کہ اب راجح ہو گئی بلاشبہ ممنوع و مکروہ ہے۔ کیوں کہ اس طرح ضرورت مندوں کی ضرورت و بے بسی و مجبوری سے فائدہ اٹھا کر ان کا خون چوسا جاتا ہے جو پوری یہودیت اور بنیادین ہے۔ حکومت کا فرہ حاصل سے کسانوں کی کمر توڑی رہی ہے۔ اور یہ ساہوکار باساخون بھی چوس لیتے ہیں۔ وسعت رکھنے والے مسلمانوں کو ایسی بیع سے پرہیز کرنا چاہئے۔

حضرت علی فرماتے ہیں :

قَالَ: خَطَبْنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، - أَوْ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَكَدَا حَتَّى بُشِئِمَ - قَالَ: سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُّوا لِعَضِّ التُّومِ عَلَى مَافِي يَدَيْهِ، وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذَلِكَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: { وَلَا تَتَّبِعُوا الْأَفْضَلَ يَتَّبِعُكُمْ } [البقرة: 237] وَيَبِئْسَ الْأَفْضَلُونَ « وَقَدْ شَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ بَيْعِ الْمَضْطَرِّ، وَبَيْعِ الْغَرَّرِ، وَبَيْعِ الشَّرَةِ قَبْلَ أَنْ تَنْدَرِكَ (ابوداود)

قال الشيخ بيع المضطر يكون من وجهين أحدهما أن يضطر إلى العقد من طريق الإكراه عليه فمذا فاسد لا ينعقد والوجه الآخر أن يضطر إلى البيع لدين يركبه أو مونة تربقه فبيع ماني يده بالوكس من أجل الضرورة فمذا سبيله في حق الدين والمروءة أن لا يبيع على هذا الوجه وأن لا يثبات عليه بمثله ولكن يعان ويقرض ويستعمل له إلى الميسرة حتى يكون له في ذلك بلاغ فإن عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم ولم يفسخ وفي إسناد الحديث رجل مجهول لاندري من هو، إلا أن عامة أهل العلم قد كرهوا البيع على هذا الوجه (معالم السنن: 47/5)

مسلمان کے لئے سو لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ ارشاد ہے: لعن اللہ آکل الربوا ومؤكله الحديث اور ارشاد ہے: وَأَعْلَى اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا (البقرة: 257)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2 - کتاب البیوع

صفحہ نمبر 318

محدث فتویٰ